

مسلمانوں کے خلاف ہتھیار اٹھانا

[مسلم، رقم ۹۸-۱۰۰]

عَنْ بِنِ عُمَرَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ حَمَلَ عَلَيْنَا السِّلَاحَ فَلَيْسَ مِنَّا.

حضرت ابن عمر (رضی اللہ عنہما) بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے ہمارے اوپر ہتھیار اٹھائے، وہ ہم میں سے نہیں ہے۔

عَنْ إِيَّاسِ بْنِ سَلَمَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ سَلَّ عَلَيْنَا السَّيْفَ فَلَيْسَ مِنَّا.

حضرت ایاس بن سلمہ (رضی اللہ عنہ) اپنے والد گرامی سے روایت بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے ہمارے اوپر تلوار سونپی، وہ ہم میں سے نہیں ہے۔

عَنْ أَبِي مُوسَى عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ حَمَلَ عَلَيْنَا

السَّالَاحَ فَلَيْسَ مِنَّا.

حضرت ابو موسیٰ (رضی اللہ عنہ) بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے ہمارے اوپر ہتھیارا اٹھائے، وہ ہم میں سے نہیں ہے۔

لغوی مباحث

فَلَيْسَ مِنَّا: اس کا لفظی مطلب ہے: ”وہ ہم میں سے نہیں ہے“۔ لیکن یہاں اس سے مراد اس کے اہل اسلام سے تعلق کی نفی ہے۔ نفی اپنے اندر کیا پہلور کھتی ہے، اسے ہم تفصیل سے معنی کی بحث میں دیکھیں گے۔

معنی

قرآن مجید میں قتال اور قتل کا معاملہ زیر بحث آیا ہے۔ قتل کو قرآن مجید نے ایک بڑا جرم قرار دیا ہے۔ دنیا میں بھی اس کی سزایان کی ہے اور آخرت میں بھی قاتل کے لیے ابدی جہنم کی وعید ہے۔ ابدی جہنم کی سزا سے یہ نکتہ واضح ہوتا ہے کہ قتل ایک ایسا جرم ہے جو کیے گئے اعمال صالح ہی نہیں، ایمان جیسی عظیم نیکی کی بھی نفی کر سکتا ہے۔ یہاں یہ واضح رہے کہ یہ بات آخرت سے متعلق ہے، اس کا دنیا کے حقوق و حیثیت سے تعلق نہیں ہے۔ دنیا میں اسے مسلمان ہی سمجھا جائے گا اور اسے وہ تمام حقوق حاصل رہیں گے جو ایک مسلمان کو حاصل ہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَمَنْ يُقْتَلْ مُؤْمِنًا مُتَعَمِدًا فَجَزَاؤُهُ جَهَنَّمُ خَالِدًا فِيهَا وَغَضِبَ اللَّهُ عَلَيْهِ وَلَعْنَهُ وَأَعَدَّ لَهُ عَذَابًا عَظِيمًا. (النساء: ۹۳)

”اور جو کسی صاحب ایمان کو بالارادہ قتل کرے تو اس کی جزا جہنم ہے، جس میں ہمیشہ رہے گا۔ اس پر اللہ کا غضب اور لعنت ہے اور (اللہ نے) اس کے لیے عذاب عظیم تیار کر رکھا ہے۔“

اس کا مطلب یہ ہے کہ کسی مسلمان کو ناحق قتل کرنا اس امکان بخشش کو بھی ختم کر سکتا ہے جو توحید پر قائم ہر مسلمان کو اصولاً حاصل ہے۔

اوپر مندرج آیت میں قتل کا معاملہ بیان ہوا ہے۔ روایت کے الفاظ محاربے اور بغاوت پر دلالت کرتے ہیں۔ لہذا قتل کا معاملہ جان لینے کے حوالے ہی سے اس روایت کے تحت آتا ہے۔ ہماری مراد یہ ہے کہ اس روایت میں

’فلیس منا‘ کے الفاظ اور اس آیت میں ابدی جہنم کی سزا، یعنی مغفرت سے محرومی کے امکان نے معنوی مشارکت پیدا کر دی ہے۔ ہم نے یہ آیت اصلاً اسی پہلو سے درج کی ہے۔ لیکن خود مسلمان گروہوں کی باہمی جنگ کا معاملہ بھی قرآن میں زیر بحث آیا ہے۔ سورہ حجرات میں ہے:

وَأِنْ طَائِفَتَيْنِ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ اقْتُلُوا فَاصْلِحُوا بَيْنَهُمَا فَإِنْ بَغَتْ إِحْدَاهُمَا عَلَى الْأُخْرَى فَقَاتِلُوا الَّتِي تَبْغِي حَتَّى تَفِيءَ إِلَى أَمْرِ اللَّهِ فَإِنْ فَاءَتْ فَاصْلِحُوا بَيْنَهُمَا بِالْعَدْلِ وَأَقْسِطُوا إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِينَ. (۹:۴۹)

”اگر اہل ایمان کے دو گروہ لڑ پڑیں تو ان میں صلح کراؤ، اگر ایک دوسری پر چڑھائی کرے تو اس کے خلاف جنگ کرو جس نے چڑھائی کی ہے، یہاں تک کہ وہ حکم الہی کی طرف رجوع کر لے۔ اگر وہ رجوع کر لے تو ان کے درمیان انصاف سے صلح کراؤ اور عدل کرو۔ بے شک، اللہ عدل کرنے والوں کو پسند کرتا ہے۔“

سورہ حجرات کے اس مقام سے معلوم ہوتا ہے کہ مسلمان کا باہمی قتال ایک ناگوار اور ناقابل قبول عمل ہے اور امت کے جسد اجتماعی کی ذمہ داری ہے کہ اس گورخ دفر کرنے میں اپنا کردار ادا کرے، یہاں تک کہ اس کے لیے جنگ بھی کرنی پڑے تو حالات کے قابو میں آنے تک جنگ کی جائے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد میں دونوں پہلو جمع ہو گئے ہیں۔ ’فلیس منا‘ کہہ کر آپ نے اس جرم کی شاعت بیان کر دی۔ ’حمل علينا السلاح‘ کے الفاظ میں اس کے گروہی عمل ہونے کی طرف اشارہ ہے۔ یہاں یہ بات واضح ذہنی چاہیے کہ سورہ حجرات کا یہ مقام مرکز کے خلاف اقدام سے متعلق نہیں ہے۔ اس میں اور روایت میں اشتراک صرف مسلمانوں پر ہتھیار اٹھانے کی حد تک ہے۔

’علینا‘ سے عام مسلمان مراد ہیں یا حضور اور آپ کے ساتھی مراد ہیں۔ شارحین کے ہاں یہ دونوں رائیں پائی جاتی ہیں۔ اگر حضور اور آپ کے ساتھی مراد ہیں تو فلیس منا سے مراد یہ ہوگی کہ وہ عملاً اہل کفر سے جاملے۔ اس لیے کہ حضور اور آپ کے ساتھیوں کے خلاف ہتھیار اہل کفر ہی اٹھائے ہوئے تھے۔ اگر اس سے عام مسلمان مراد ہوں تو معنی یہ ہوں گے کہ اس نے مسلمانوں کے عمل کو چھوڑ دیا ہے۔ مسلمان تو ایک دوسرے کے بھائی ہیں۔ ہر مسلمان دوسرے مسلمان کے جان و مال کا محافظ ہے۔ جب اس نے یہ حق پامال کیا تو اس نے اسلامی طرز عمل کو چھوڑ دیا۔ یہاں شارحین نے کفر کے معنی بھی لیے ہیں اور بعض نے محض اظہار ناپسندیدگی کے معنی میں لیا ہے۔ ہمارے

نزدیک، جیسا کہ ہم نے شروع میں بیان کیا ہے، قتل کا جرم قرآن کی بیان کردہ سزا کی رو سے منافی ایمان و عمل ہے اور حضور نے ممکن ہے 'فلیس منا' کے الفاظ سے اسی حقیقت کی طرف اشارہ کیا ہو۔

ہمارے اوپر ہتھیاراٹھانے سے کیا مراد ہے؟ اس بات کو بھی مختلف انداز سے سمجھا گیا ہے۔ اس کا یہ مطلب بھی ہو سکتا ہے کہ محض دھمکانے کے لیے ہتھیاراٹھائے اور یہ بھی قتل کرنے کے لیے ہتھیاراٹھائے۔ جملہ پڑھتے ہی ذہن قتل کے لیے ہتھیاراٹھانے کی طرف جاتا ہے اور جملہ میں جو زور ہے، وہ بھی اسی پہلو سے زیادہ مطابق ہے۔ مزید یہ کہ محض دھمکانے کے لیے ہتھیاراٹھانا اس سے باہر نہیں ہے۔

خلاصہ یہ ہے کہ یہ روایت مسلمان کے قتل کو ایک شنیع جرم کے طور پر سامنے لاتی ہے۔ اور اس میں یہ وعید ہے کہ بہ اعتبار حقیقت یہ شخص اہل ایمان میں نہیں ہوگا۔ بعض شارحین نے ایمان کی نفی کی یہ توجیہ کی ہے کہ اس شخص نے ایک ناجائز کو جائز بنالیا اور اس طرح شریعت کے ایک مسلمہ امر کے انکار کا مرتکب ہوا۔ یہی انکار اس کی تکفیر کا سبب ہے۔ ہمارے خیال میں کوئی شخص قتل جیسے جرم کی حالت کا قائل نہیں ہو سکتا۔ یہ کام مجرمانہ یا انتقامی ذہن ہی سے کیا جاتا ہے۔ کتب حدیث میں بالعموم یہی جملہ روایت ہوا ہے۔ اس کا سیاق و سباق کیا تھا؟ یہ کسی متن سے سامنے نہیں آتا۔ اس لیے یہ بات حتمی طور پر کہنا ممکن نہیں ہے کہ حضور نے کس طرح کی کارروائی کے لیے یہ بات کہی ہوگی۔ اس جملہ میں صرف جمع کے صیغے کا قرینہ ہے، جس سے گروہی کارروائی کا مفہوم پیدا ہوتا ہے۔ اس پہلو سے یہ روایت مسلمانوں کے خلافت بغاوت کو منافی ایمان و عمل قرار دیتی ہے۔

متون

جیسا کہ ہم نے عرض کیا ہے کہ کتب حدیث میں ایک ہی جملہ روایت ہوا ہے۔ اس جملے کے لیے جو مختلف اسالیب یا الفاظ روایت ہوئے ہیں، مسلم میں جمع کر دیے گئے ہیں۔ ان میں جو فرق ہیں، محض لفظی ہیں۔ 'حمل علینا' کی جگہ 'سل علینا' اور 'شہر علینا' کے الفاظ آئے ہیں۔ اسی طرح 'السلّاح' کے بجائے 'السیف' کا لفظ بھی آیا ہے۔ مسلم ہی میں ایک متن میں اس کے ساتھ 'من غش فلیس منا' کا جملہ بھی موجود ہے:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ حَمَلَ عَلَيْنَا السِّلَاحَ فَلَيْسَ مِنَّا وَمَنْ غَشَّنَا فَلَيْسَ مِنَّا. (ترمذی ۱۰۱)

”حضرت ابو ہریرہ (رضی اللہ عنہ) بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے ہم پر ہتھیاراٹھائے، وہ ہم میں سے نہیں ہے، اور جس نے

ہمیں دھوکا دیا، وہ ہم میں سے نہیں ہے۔“

اگر آپ نے یہ باتیں ایک ہی موقع پر فرمائی تھیں تو اس سے معلوم ہوتا ہے کہ امت کے جسد اجتماعی کے خلاف کسی کارروائی کا حصہ بننا اصلاً اپنے آپ کو امت سے کاٹنا ہے۔

کتابیات

بخاری، رقم ۶۶۸۰، ۶۶۵۹-۶۶۶۰؛ ترمذی، رقم ۱۳۵۹؛ نسائی، رقم ۴۱۰۰؛ ابن ماجہ، رقم ۲۵۷۵-۲۵۷۶؛ احمد، رقم ۴۴۶۷، ۴۶۴۹، ۴۶۴۹، ۵۱۴۹، ۶۲۷۷، ۶۳۸۱، ۶۷۲۶، ۶۷۲۶، ۹۳۸۵؛ مسند طیالسی، رقم ۱۸۲۸؛ مصنف عبدالرزاق، رقم ۱۸۶۸۰-۱۸۶۸۲؛ مسند ابن الجعد، رقم ۳۳۰۱؛ سنن دارمی، رقم ۲۵۲۰۔ السنن الکبریٰ، رقم ۳۵۶۳؛ مسند ابویعلیٰ، رقم ۵۸۲۷، ۵۸۲۷، ۷۲۹۲؛ ابن حبان، رقم ۳۱۹۳، ۴۵۸۸، ۴۵۹۰؛ المعجم الکبیر، رقم ۶۲۵۱؛ المعجم الاوسط، رقم ۵۸۳۹؛ المسند المستخرج علی الصحیحین، رقم ۲۸۰، ۲۸۳، ۲۸۵؛ مسند الشہاب، رقم ۳۵۱؛ الجمع بین الصحیحین، رقم ۴۴۰، ۱۳۵۷، ۲۶۵۸؛ المسند الریج، رقم ۴۶۵؛ مسند الرویانی، رقم ۴۷۷؛ مسند ابی حواریہ، رقم ۱۵۸-۱۶۰؛ مسند البزار، رقم ۳۱۷۷۔